منظر محشر

یعنی

جوش موسی ندی

من تصنیف

جناب خواجہ ابو نصر الدین احمد صاحب شہید مرزاآبادی وطنا متخلص بہ بیکل اغفر اللہ تعالیٰ عنہ

مطبع ابوالعلائی میں چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رقم کیا حادثہ ہووے ندی موسی کی طوفانکا　　تھی سن تیرہ سو چھپن اور غرہ ماہ رمضان کا
اور کثرت آسمان سے پانی کی موسم تھا بارانکا　　وہ بارش تھی کہ طوفان تھا زمانہ دیکھ حیران تھا

اس کثرت حادثہ آبی سے ٹوٹے بہت سے تالاب
جو طوفان نوح بھی ہووے نہ لائے دیکھ اسکو تاب

تھی بارش تیرہ دن سے اور ندی کو خوب طغیانی　　اور خلقت شہر کی غفلت مین تھی ایسی کہ انجانی
نہ سمجھے عمر بھر مین بھی برسا ایسا تھا پانی　　اور دل اپنے کے تابع تھی خیال خود بنا دانی

سمجھتی دور اندیشی فلک کا رنگ ہے ہر آن
کرے آباد یکدم مین اور یکدم مین کرے ویران

بقدر اسکی ہوتے گر ہر ایک کے بیرن آتی　　وہی تدبیر بنتی ہے جو ہے تقدیر کو بھاتی

زمانہ بھی قضا کے روبرو ہرگز نہیں سماتی　　اگر تقدیر ہوتی سامنے غفلت کو سمجھاتی

نہیں چلتا قیاسِ عقل جب تقدیر سوتی ہے
وہی پیش آتی ہے ندنی لکھی قسمت جو ہوتی ہے

ہوا ایک جوش پانی کو ندی کی ہوا اوپر آیا　　صبح کو وقت یلغارون بپا ہر سو لہر آیا
شکستہ کر فصیل ہر جا اٹھا مثل قہر آیا　　پناہ بلدہ سے اونچا گویا دیگر بحر آیا

تلاطم آب امواجی ندی تھی بہت ہی طغیان
فصیلون مین بڑی غاریں اور پل بہی ہوگئی عریان

جو کہ حالت تھی بلدہ کی وہی حالت تھی بیرونی　　یہہ پانی تھا کہ طوفان تھا ہو ظالم جیسے خونی
بہت سی بستیان یاد آ جنہیں گر دی ہین سونی　　لکھون کیا کیا تغیرِ حال ہے ہر سمت مغمومی

در و دیوارون کو توڑا کہ توڑے جیسے آہنگر
بہا کر لیگیا پانی کہ لوٹین جیسے غارت گر

قدیمی پل سے بازار گھانسی تا بہ چادر گھاٹ　　اور حد کاروان سے لے بزار عیسے تک دو باٹ
کہ اُبلے جاتی تھی ندی گویا باندھ غضب کے ہٹا　　اور پانی کی نہ تھی گنتی کہ تہا دس انچہ پاٹ

ڈوبا یا نصف بلدہ کو قلم حیرت میں لرزاں ہے
نہ دیکھا صفحہ ہستی پہ جس نے ایسا طوفان ہے

ان دو سمتوں کے مابین میں محلے بہت تھے آباد — وہ محل اعلیٰحضرت میں تھے خوش خرم تھے اور دل شاد
مرفہ حال تھا کوئی نہ افلاسی کوئی ناشاد — قلم کے گرتے ہیں آنسو یہ مضمون لاتا ہے جو یاد

مکان جو تھے بہے اکثر گرا کوئی کوئی لوٹا
غضب کا کیا تھا یہ پانی اس طوفانی آلوٹا

اور مرد و زن مع بچوں کے کالو نہیں دبا کوئی — کوئی ڈوبا کوئی نکلا درختوں میں پھنسا کوئی
کوئی سڑکوں پہ مردہ تھا اور نالوں میں اڑا کوئی — کوئی رستوں میں بہکے تھا اور گلیوں میں پڑا کوئی

ہزاروں گھر کے گھر ڈوبے نہ ملتا ہے مکان تک بھی
ہزاروں بچے ایسے نہ ملتا ہے نشان تک بھی

تماشا ہے یہ قدرت کا جہاں کچھ تھا وہاں کچھ ہے — جہاں پختہ عمارت تھی اب دیکھا واں نشاں تک نہ
گماں جنکو تھا رہنے کا اب دیکھا وہاں گھاس کچھ ہے — تو حال یہ ہے دیکھو کہ دارغان جہاں کچھ ہے

ہزاروں ہی شہید کیا گیا بہت ڈوب [illegible] آمین

بچانا جنکو تھا منظور بچ نکلے ہیں آمین

ندی خلق اللہ کو لوٹے مثال فوج طغیانی　　جو اس غارتگری کو دیکھتا ہوتا ہے حیرانی

کوئی تایا چچا کو روتا ہی ہوکر پریشانی -　　کوئی رو رو کے کہتا ہی میری دادی میری نانی

کہیں ماں بہنیں ہیں روتیں پسر اور بھائی کو گریاں

فلک سی انکو ہی شکوہ کہ ای بیداد ای بیداد

پرندے اور [illegible] تھی ستاں　　کوئی غرق ہو گیا کوئی بہا کر لیگئی برسات

دبا کوئی مکانوں میں نہ زندہ آیا کوئی ہات　　غضب تھا پانی طوفان تھا ہی افسوس اور ہیہات

ہر یک خلقت سی ہے آہ و فغان ہر جا ہی برپا

یہاں دیکھو وہاں دیکھو اسی غم کا ہی ہر چرچا

بیاں مجرون کروں کیا کیا یہ دجال طوفانی　　اور گردش میں ہیں گردون فلک کے آہ [illegible]

ہر اک اپنوں کو روتا ہی بیاں کر کر یہ افسانی　　سخن اس غم سی ہیں حیران غالبکی ہی جولانی

عجب یہ مسئلہ دہاری غضب کی رات ہو گئی ہے

یہ خلقت ڈوبتی دم بہن اور بھائی کو روتی ہے

سموم اس ہوا کی سی محلے جو ہوی برباد — مکان بہی منہدم جنکے ہوے درد دل اُنکو جو ہین ناشاد
الٰہی فضل اپنے وہ محلے جلد کر آباد تو — بنین گھر تپے مکانون کا اور دل بہی دے گی مراد شاد

نہ پہر حادثہ گزرے رہین یہہ روز محشر تک
شہ محبوب علیخان خوش رہین ماہ منور تک

ہوا جب منطفی طوفان تو آئے اعلیحضرت بہی — قدم اپنے مبارک سے لب موسی کو برکت دی
جو دیکھا حال طوفانی خبر مغموم خلقت لی — یہہ دیکھا [illegible] بنظر رحم الفت کی

سوے خلقت توجہ دیکے یہہ ارشاد فرمایا
نگھبرائے کوئی باقی خدا دیگا تمہین سایا

دیا یہ حکم کوتوالی کے افسر جلد اب آئین — جو مردہ ہاتہہ آئین جمع کرکے انکو دفنائین
برہنہ جو کہ ہون تن پارچہ دین اور پہنائین — دلاسا ہر طرح دین بہوکونکو اور کہانا کہلائین

خزانہ سے رقم لیوین وہ کہلوا کے بہت صندوق
پکین باورچخانہ جا بجا اور کہائین یہہ مخلوق

چنانچہ ایسے ہی ہر ہر محلے کہانے پکتی ہین — وہ کہانے مرد و عورت اور سبہی جا کہاتے ہین

خدا کا فضل ہر شامل نہ ہو کیونکر رستے میں   یہ شاہ کرم ایسے جو یہہ رحمت برستو ہین

غم خویش و اقارب کا گیا اسباب اور جو مال

دعا ہر یک کی یہہ ہے رہین شہ تا صد و سی سال

خدا افزونی دے سلطان دکن کی عمر و دولت مین   ترقی ہر طرح کی انکی دی امکان و قدرت مین

اور یہہ ہو دی فتح منصور دی اقبال و شوکت مین   مدامی ہو وے برکت انکی حشمت اور ثروت مین

یہہ تخت مملکت ابدی رہے دائم آبادی پر

رعیت خوش ہو محکومی کرے ان کی منادی پر

یہہ خواجہ نور جو اد نے غلام ہے خواجہ چشتی کا   خدا کر دی نظارہ مجھکو انکی روح بہشتی کا

بھروسا مجھکو ہے ہر دو جہان مین انکی پشتی کا   وہی ہے ناخدا بحر فکر مین میری کشتی کا

رہون بے خوف دنیا مین نہ اخری کا ہو ڈر مجھکو

سوا در اپنے کے خواجہ پیہارا نا کوئی در مجھکو

خدایا دن قیامت تک یہہ چید نگر قائم   بہ صدقہ پنجتن اسکی رہے بیخ و بنا قائم

اور اسکے اڈنے والے خوشی خرم رہین باہم   سوائے بہتری کی یہہ کبہی دیکہین نہ کوئی غم

لکھا بید آغ نے تاریخ سن ہجری احمد کا ہو
ستم کیا ہے یہ شہر ہو گیا موسکی آمد کا

۱۳ م ۲۶

[illegible]

مصنفہ

[illegible]

[illegible]

طغیانی رود موسیٰ از نتیجۂ فکر منشی محمد عبدالرحمن صاحب صدیقی ملقب به [illegible]

حیدرآباد کی بستی اُجڑی

سیلِ بلا سے سب کی ماری

[illegible] تاریخ

[illegible] اس کی [illegible]

[illegible]

۱۳۲۶ھ

گھر مٹے جانیں گئیں آفت پڑی

حیدرآباد آہ یہ قسمت تیری

سال اِس کا یوں کہا مبرورؔ نے

موسی ندی کی یہ طغیانی ہوئی

۱۳ ھ ۲۶